OPEN LETTER

MARCH 16, 2022

Dear Pakistani Entertainment Media,

Irresponsible comments by top Pakistani actors have compelled us to write this open letter to you. Recently actor Farhan Saeed said, 'It is an entertainment industry. We're not in a preaching or teaching industry.' In the past actor/producer/TV host Fahad Mustafa has echoed the same sentiment when he said, '... television is for entertainment and isn't meant to be a school that teaches morals...not all dramas will have a moral message to them...' and '...some dramas are meant for sheer entertainment only.' He went on to say that there are bigger evils that are corrupting society, like TikTok.

If uncensored and unrestricted TikTok videos affect those who are watching them, then, Fahad you are agreeing that media does have an impact on the audience.

To entertainment media we want to say please do not absolve yourself of responsibility for the content you are creating. All media, from traditional to digital influences its audience. Research shows that from a young age, children are influenced by what they see. But to make our point we want to share a positive story about breaking gender stereotypes and media influence. We have picked a gender story because we are a non-profit that monitors media and is particularly interested in the representation of women in media. You must have seen or heard of a popular 1990s show called The X-Files. One of the main reasons for the show's popularity was its lead character Dana Scully, a women doctor who had become a paranormal detective. Scully was one of the first female TV leads shown to be working in the science, technology, engineering, and mathematics (STEM) field.

A Research, Resource and Publication Centre on Women & Media

info@uksresearch.com | 051-2712416

THE GEENA DAVIS INSTITUTE ON GENDER IN MEDIA STUDIED SCULLY'S INFLUENCE AND ITS FINDINGS SHOW THAT 91% OF WOMEN CONSIDER SCULLY TO BE A ROLE MODEL FOR GIRLS AND WOMEN. MORE IMPORTANTLY, NEARLY TWO-THIRDS (63%) OF WOMEN THAT WORK IN STEM FIELDS TODAY SAY SCULLY SERVED AS THEIR ROLE MODEL.

SEE HOW THIS WORKS?

WE WISH SOMEONE HAD CONDUCTED A SIMILAR STUDY ON STRONG PAKISTANI FEMALE LEADS LIKE DR. ZOYA KHAN FROM THE POPULAR 1980S TV DRAMA DHOOP KINAREY, WHO MUST HAVE INSPIRED MANY WOMEN TO BECOME DOCTORS.

THIS IS WHY YOU SHOULD BE MINDFUL OF THE CONTENT OF EVERY TV DRAMA OR FILM THAT YOU WRITE, DIRECT, ACT IN, OR PRODUCE.

WE UNDERSTAND THAT PROJECTS HAVE TO MAKE FINANCIAL SENSE; HOWEVER, THE MESSAGES BEING GIVEN THROUGH THEM CANNOT BE IGNORED. BECAUSE HERE IS WHAT WE FREQUENTLY SEE ON OUR TV SCREENS:

- NORMALISATION OF VIOLENCE AGAINST WOMEN
- FEMALE CHARACTERS STAYING QUIET IN THE FACE OF ABUSE AND WORSE, GOING BACK TO ABUSIVE PARTNERS
- DOMESTIC DUTIES AND MENIAL TASKS BEING THE ULTIMATE GOAL OF WOMEN
- MAIN FEMALE LEADS WHO ARE ALWAYS FAIR AND SKINNY AND WHO WAKE UP LOOKING PERFECT

AND WE ARE JUST GETTING STARTED ABOUT THE STEREOTYPES THAT FLASH ACROSS OUR TV SCREENS DAY IN AND DAY OUT.

THE RESOUNDING SUCCESSES OF DRAMAS LIKE PARIZAD (WHICH TOUCHED ON UNCONVENTIONAL THEMES LIKE GENDER) AND SINF E AHAAN (WHICH IS SHOWCASING WOMEN IN THE MILITARY) ARE EVIDENCE THAT THE AUDIENCE IS READY FOR CHANGE AND WANTS ENTERTAINMENT MEDIA TO PUSH THE BOUNDARIES IN TERMS OF CONTENT. THEY ARE SHOWING THAT MEANINGFUL, PROGRESSIVE, AND UNCONVENTIONAL CONTENT CAN BE ENTERTAINING TOO.

WE CHALLENGE YOU TO BRING UNCONVENTIONAL AND PROGRESSIVE STORIES TO OUR SCREENS. UNTIL YOU ARE ABLE TO INCORPORATE MEANING AND MESSAGE IN THE STORIES YOU ARE TELLING, YOU ARE PART OF WHAT AILS OUR SOCIETY. YOU ARE SIMPLY UPHOLDING THE STATUS QUO AND ENABLING SOCIETY TO CONTINUE TO PERPETUATE SOCIAL ILLS.

کھلا خط

16، مارچ، 2022

عزیز پاکستانی انٹرٹینمنٹ میڈیا،

پاکستانی اداکاروں کے غیر ذمہ دارانہ تبصروں نے ہمیں آپ کو یہ کھلا خط لکھنے پر مجبور کیا ہے۔ حال ہی میں اداکار فرحان سعید نے کہا ہے، 'کہ ڈرامہ انڈسٹری ایک تفریحی صنعت ہے۔ ہم تبلیغ یا تدریس کی صنعت میں نہیں ہیں۔ 'ماضی میں اداکار / پروڈیوسر / ٹی وی میزبان فہد مصطفی نے ایسے ہی خیالات کا اظہار کیا تھا کہ ،'... ٹیلی ویژن تفریح کے لیے ہے اور اس کا مقصد اخلاقیات کی تعلیم دینے والا اسکول بننا نہیں ہے ... تمام ڈراموں میں ا اخلاقی پیغام نہیں ہو سکتا۔ ... 'اور' ... کچھ ڈرامے محض تفریح کے لیے ہوتے ہیں۔ 'انہوں نے آگے کہا تھا کہ اس سے بھی بڑی برائیاں ہیں جو معاشرے کو بگاڑ رہی ہیں، جیسے کہ ٹک ٹوک۔

اگر بغیر سینسر شدہ اور غیر محدود ٹک ٹاک ویڈیوز ان لوگوں کو متاثر کرتی ہیں جو انہیں دیکھ رہے ہیں، تو فہد ! آپ اس بات سے بہ انداز دگر، اتفاق کر رہے ہیں کہ میڈیا کا سامعین پر اثر پڑتا ہے۔

تفریحی میڈیا سے ہم کہنا چاہتے ہیں کہ براہ کرم جو مواد آپ تخلیق کر رہے ہیں اس کی ذمہ داری سے بھی آپ خود کو بری نہیں کر سکتے۔ روایتی سے ڈیجیٹل تک تمام میڈیا اپنے سامعین کو متاثر کرتا ہے۔ تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ چھوٹی عمر سے ہی بچے ان چیزوں سے متاثر ہوتے ہیں جو وہ دیکھتے ہیں۔ ہم صنفی دقیانوسی تصورات اور میڈیا کے اثر و رسوخ کو توڑنے کے بارے میں ایک مثبت کہانی مثال کے طور پر آپ کے سامنے رکھتے ہیں ۔ ہم نے صنفی کہانی کا انتخاب اسلیے کیا ہے کیونکہ ہم ایک غیرسرکاری ادارہ ہیں جو میڈیا مانیٹرنگ کے ذریعے اور میڈیا میں خواتین کی نمائندگی کا تجزیہ کرتے ہیں۔ آپ نے 1990 کی دہائی کا ایک مشہور شو دیکھا یا سنا ہوگا جسے، دی ایکس فائلز، شو کی مقبولیت کی ایک بڑی وجہ اس کا مرکزی کردار ڈانا سکلی تھی، جو ایک خاتون ڈاکٹر تھی اور ایک غیر معمولی جاسوس بن چکی تھی۔ سکلی ان پہلی خواتین ٹی وی لیڈز میں سے ایک تھی جو سائنس، ٹیکنالوجی، انجینئرنگ، اور ریاضی کے شعبے میں کام کرتی دکھائی گئی۔ گینا ڈیوس انسٹی ٹیوٹ آن جینڈر ان میڈیا نے سکلی کے اثر و رسوخ کا مطالعہ کیا اور اس کے نتائج سے پتہ چلتا ہے کہ دنیا کی اکیانوے فیصد خواتین سکلی کو لڑکیوں اور خواتین کے لیے ایک رول ماڈل مانتی ہیں۔ مزید اہم بات یہ ہے کہ تقریباً دو تہائی یعنی تریسٹھ فیصد خواتین جو کہ سائنس، کے شعبے سے وابستہ ہیں وہ سکلی کو رول ماڈل کی حثیت سے دیکھتے ہیں۔ دیکھیں یہ کیسے کام کرتا ہے؟

ہماری خواہش ہے کہ کسی نے 1980 کی دہائی کے مشہور ٹی وی ڈرامے دھوپ کناری کی ڈاکٹر زویا خان جیسی مضبوط پاکستانی خواتین کے بارے میں ایسا ہی مطالعہ کیا ہو، جس نے بہت سی خواتین کو ڈاکٹر بننے کی ترغیب دی ہو گی۔
اس لیے آپ کو ہر ٹی وی ڈرامے یا فلم کے مواد میں کہ جسے آپ لکھتے، ہدایت کرتے، اداکاری کرتے، یا پروڈیوس کرتے ہیں مندرجہ ذیل چیزوں کا خیال رکھنا چاہیے ۔

۔ خواتین کے خلاف تشدد کو معمول بنانا
۔ خواتین کردار کا بدسلوکی اور بدتر حالات میں خاموش رہنا، بدسلوکی کرنے والے شراکت داروں کے پاس واپس جانا
۔ گھریلو فرائض اور معمولی کام خواتین کا حتمی مقصد ہیں
۔ اہم خواتین لیڈز جو ہمیشہ صاف اور پتلی ہوتی ہیں اور جب سو کر اٹھتی ہیں تب بھی کامل دکھ رہی ہوتی ہیں

اور یہ تو ان دقیانوسی تصورات کی بہت محدود فہرست ہے ہیں جو ہماری ٹی وی اسکرینوں پر روز نظر آتے رہتے ہیں

پری زاد جیسے ڈراموں کی شاندار کامیابیاں (جس میں صنف سے متعلق غیر روایتی موضوعات پر روشنی ڈالی گئی ہے) اور صنف آہن (جو
فوج میں خواتین کی نمائش کر رہے ہیں) اس بات کا ثبوت ہیں کہ سامعین تبدیلی کے لیے تیار ہیں اور چاہتے ہیں کہ تفریحی میڈیا مواد کے لحاظ سے حدود کو آگے بڑھائے۔ . وہ دکھا رہے ہیں کہ بامعنی، ترقی پسند اور غیر روایتی مواد بھی تفریحی ہو سکتا ہے۔
ہم آپ کو دعوت دیتے ہیں کہ غیر روایتی اور ترقی پسند کہانیاں ہماری اسکرینوں پر لائیں. جب تک آپ اپنی کہانیوں میں معنی اور پیغام کو شامل کرنے کے قابل نہیں ہوتے ہیں، آپ ہمارے معاشرے صرف جمود کو برقرار رکھ رہے ہیں اور معاشرے کو سماجی برائیوں کو برقرار رکھنے کی صلاحیت میں اضافہ کر رہے ہیں۔

A Research, Resource and Publication Centre on Women & Media

info@uksresearch.com | 051-2712416